

داستے اور اسلام

[جون ۱۹۹۶ء کے شمارے میں پروفیسر الیزاندر بابوسانی کے مقالے "اطالوی ثقافت پر اسلامی اثرات" میں داستے پر مسلم مفکرین کے اثرات کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں "عالم اسلام اور عیسائیت" کے ایک قاری نے ہمیں پروفیسر عزیز احمد (۱۹۷۸ء) کی حسب ذیل تحریر ارسال کی ہے۔ یہ تحریر دراصل پروفیسر عزیز احمد کے اس "مقدمہ" کا حصہ ہے جو انہوں نے "ظریہ خداوندی" کے اپنے ترجمہ پر لکھا ہے۔ یہ ترجمہ دو حصوں میں پہلی بار ۱۹۴۳ء میں انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی نے شائع کیا تھا، دوسری بار ۱۹۶۰ء میں انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی نے شائع کیا۔ مدیر]

پچھلے پچیس تیس سال سے چند مستشرقین نے [داستے کے آزمانے کے یورپی ادب پر عموماً اور داستے پر خصوصاً عربی اور اسلامی اثرات کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے کی سب سے جامع کتاب پروفیسر میگویل آسین Migvel Asin نے لکھی ہے، جس کا ترجمہ انگریزی میں Islam and the Divine Comedy کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر آسین کا کہنا یہ ہے کہ داستے نے اپنا نفس مضمون اور اس کی بہت سی تفصیلات اسری اور معراج کی روایتوں سے مستعار لی ہیں۔ داستے کے "جہنم" اور "اعراف" کی اکثر تفصیلیں اسری کی روایتوں میں ملتی ہیں۔ جہنم کا جو نقشہ داستے نے کھینچا ہے، وہ ابن عربی کے نقشے سے بہت ملتا جلتا ہے۔ داستے کے شیطانی شر کی طرح اسلامی روایات میں بھی ایک شہر آتشیں کا ذکر موجود ہے۔ داستے چوروں کو یہ سزا دیتا ہے کہ انہیں سانپ کاٹتے ہیں۔ یہی سزا اسلامی روایات میں امانت میں خیانت کرنے والوں اور سود خوروں کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ معراج کے وقت جبریل حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اسی مناسبت سے داستے نے جنت میں بیاترچے کو اپنا رہبر بنایا۔ داستے کے یہاں بھی ایک مقام ایسا آتا ہے جس کے آگے بیاترچے کی پہنچ نہیں۔

معراج کی بناء پر صوفیاء نے سلسلہ تصوف میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن کا موضوع روح کا معراج ہے۔ ان کتابوں میں محی الدین ابن عربی کی دو تصانیف خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ پہلی کتاب الاسرار لی مقام الاسری اور دوسری الفتوحات المکیہ۔ ابن عربی ہسپانیہ کے رہنے والے تھے اور ان کے اور

داستے کی تصانیف میں تقریباً اسی سال کا فرق ہے۔ ابن عربی اور داستے دونوں جہنم اور فردوس کے سفر کو اس دنیا میں روح کے سفر کی تمثیل سمجھتے ہیں۔ اس دنیا میں خالق نے روح کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اس مقصد اعلیٰ و آخری کی تیاری کرے کہ اسے دیدار خداوندی کی مشرت کامل حاصل ہو۔ ابن عربی اور داستے دونوں اس کے قائل ہیں کہ تائید غیبی اور شریعت کی مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ عقل انسانی (داستے کے یہاں درجل) اس سفر کی ابتدائی حدود تک تو ضرور رہبری کر سکتی ہے، لیکن تائید و لطف خداوندی کے بغیر فردوس تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اسلوب بیان اور ظاہری تفصیلات میں بھی ابن عربی کی الفتوحات المکیہ اور داستے کی "فردوس" میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ دونوں کتابوں کا لمبہ کبھی کبھی اتنا پراسرار ہو جاتا ہے کہ گویا وہ وحی ربانی بیان کر رہی ہیں۔ اسلامی تصوف کی ان سب کتابوں میں جو معراج کی روایات سے متاثر ہیں، سب سے زیادہ ابن عربی کی الفتوحات المکیہ ہی داستے کی "فردوس" سے قریب تر ہے۔ اسی طرح ابن عربی کی ترجمان الاشواق کا اثر داستے کی Convito پر نمایاں ہے۔ ترجمان الاشواق کا ڈاکٹر فلکن نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔

ایک اور کتاب جس کا اثر داستے پر ممکن ہے۔ ابوالعلاء المعری کی رسالۃ الغفران ہے۔ اس سلسلے میں اس کتاب پر پروفیسر آر۔ ایس فلکل R.A. Nykl نے ایک بہت دلچسپ مضمون لکھا ہے۔ داستے کے کلاسیکی اور یونانی شعراء کی طرح ابوالعلاء المعری نے بھی جاہلیت کے حرب شعراء کو فردوس میں جگہ نہیں دی ہے اور اس پر افسوس کیا ہے۔ داستے نے رواداری کا سبق، ممکن ہے کہ معری ہی سے سیکھا ہو کیونکہ اس نے سیگنر دسے برہاں اور تاس اکووی ناس کو ایک ہی جگہ رکھا ہے۔ سیگار ابن رشد کا جاگرد مصنوعی تھا۔

تفصیلات بیان، عذابوں اور سزاؤں کے ذکر اور جغرافیائی تفصیلات وغیرہ میں بھی اسلامی روایات اور داستے کی تصنیف میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ داستے کے limbo کا تصور اسلامی اعراف کے تصور سے اس حد تک ملتا جلتا ہے کہ اس میں رہنے والوں کی سزا بس یہی ہے کہ وہ فردوس میں داخل ہونے کی خواہش کریں گے اور یہ خواہش کبھی پوری نہ ہونے پائے گی۔ اسلامی روایات میں بھی داستے کے بیان کی طرح جہنم زمین کے نیچے ہے اور اس کا باب بیت المقدس کے قریب۔ اسلامی روایات میں جہنم کے سات طبقے ہیں، مگر داستے کے یہاں نو۔ یہ واضح رہے کہ سات کا عدد اسلام میں بہت استعمال ہوا ہے اور اسی کا اثر قرون وسطیٰ کی عیسائیت پر پڑا۔ لیکن داستے کو۔۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔۔ نو کا عدد بہت مرغوب تھا۔ ہسپانوی متصوفین کے نقشے سے ملتا جلتا ہی جہنم کا وہ نقشہ ہے جو داستے نے بنایا۔ یعنی ایک ایسا غار جو کئی حلقوں والے پیالے کا ہو، اور جس میں ایک حلقے کے نیچے دوسرا حلقہ ہو۔ اس طرح جہنم کی صورت یہ ہے کہ وہ دائرہ در دائرہ گھرا ہوتا جاتا ہے۔ ابن عربی نے شیطان کی سزا یہ بتائی ہے کہ وہ برف میں گھل رہا ہے، یہی سزا داستے نے اُس کے لیے تجویز کی ہے۔

ابو الحسن الاشعری نے اس سزا کی یہ توجیہ کی تھی کہ مردود فرشتے آگ کے بنے ہوئے ہیں، پس سردی اور برف سے انہیں جو تکلیف پہنچ سکتی ہے وہ اور کسی طرح نہیں پہنچ سکتی۔

اعراف (purgatory) کا تصور عیسائیت کے لیے نیا تھا، اور داتے کی کتاب کی تحریر کے تقریباً دو سو سال بعد سرکاری طور پر کیتھولک عیسائیت نے اعراف کے وجود کو تسلیم کیا۔ اسلام میں purgatory کے تصور سے ملتا ہوا جو مقام ہے اسے صراط کہتے ہیں۔ ابن عربی نے صراط کی جو تعریف کی ہے وہ داتے کی purgatory سے زیادہ مختلف نہیں، لیکن چل کہ ہندوستان میں وہ روایات زیادہ مقبول ہیں جن میں صراط کو ایک پُل بتایا گیا جو تلوار کی دھار سا تیز ہے، اس لیے ہم نے purgatory کے ترجمے کے لیے لفظ صراط استعمال نہیں کیا ہے۔ لفظ "اعراف" limbo کے معنی ایک حد تک ادا کرتی ہے، لیکن آج کل بالعموم اعراف اور مقام کفارہ کے معنی اردو میں ایک ہوتے جا رہے ہیں اور ہم نے زبان کے اس رجحان پر تکیہ کر کے یہ آزادی برتی ہے کہ اس ترجمے کے سلسلے میں purgatory کے لیے اعراف کا لفظ استعمال کیا ہے۔

ابن عربی اور داتے میں اتنی باتیں مشترک ہیں کہ ان کو کسی طرح محض اتفاق پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ داتے کی "طریقہ خداوندی" فتوحات مکینہ کے اسی سال بعد لکھی گئی۔ محض توارد سے اتنی مشابہت نہیں پیدا ہو سکتی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اثرات داتے تک پہنچے کیسے؟ وہ خود تو عربی نہیں جانتا تھا، مگر فلڈرٹس بہت بڑا تہارت گاہ تھا، اور اس زمانے میں زیادہ تر تہارت مشرقِ اقصیٰ سے ہوئی تھی۔ عرب بارہا اطالیہ پہنچ چکے تھے اور سسلی اور ہسپانیہ پر صدیوں تک حکومت کرتے رہے تھے۔ ہسپانیہ میں باقی تھے۔ سسلی میں ان کے جانے کے بعد فریڈرک ثانی کا دربار انہی کے تمدن کا نمونہ رہا۔ فریڈرک نے نیپلز میں ایک یونیورسٹی قائم کی تھی جہاں عربی مسودات کا بڑا نادر ذخیرہ تھا۔ یہاں اور ظلیلہ میں شاہ الفالو کے دربار میں عربی کتابوں کا ترجمہ ہو رہا تھا۔ فارابی، کندی، ابن سینا، غزالی اور خصوصاً ابن رشد کی اتنی ہی تعظیم کی جاتی تھی جتنی یونانی فلسفیوں کی۔ اسی وجہ سے داتے کے زمانے تک دنیا بھر کے تمدن کو وحدت سی حاصل تھی۔ ایشیا کا خرقدہ دیرینہ چاک نہیں ہونے پایا تھا اور یورپ کے بلند ترین دماغ باوجود مذہبی تعصب کے ذہنی تعصب سے گریز کرتے تھے۔

معراج کی روایات اس زمانے میں اسپین کے عیسائیوں اور مستعربوں میں پھیل چکی تھیں۔ داتے کا استاد برونولانی ۱۲۶۰ء میں فلڈرٹس کا سفیر ہو کے الفالو شاہ ظلیلہ کے دربار میں گیا۔ الفالو کا دربار عربی کتابوں کے مترجموں کا مرکز تھا۔ کچھ عجب نہیں جو ابن عربی کے خیالات لاتی نی کے ذریعے داتے تک پہنچے ہوں۔ برونولانی کی کتاب ذخیرہ پر بھی عرب کے حکماء کا بڑا اثر ہے۔

لیکن اگر داتے نے ابن عربی سے اتنا سب کچھ مستعار لیا تو اس سے اس کی لپنی جدت طرازی اور

پنج پر حرف نہیں آتا۔ شکسیر نے بھی قریب قریب اپنے تمام ڈراموں کے پلاٹ کہیں نہ کہیں سے لیے۔ کچا مال جب کسی شاعر کے ہاتھ لگتا ہے تو دنیا کی اعلیٰ ترین شاعری غصہ میں آتی ہے۔ مشرق میں کسی اور نے نہیں تو کم سے کم ہماری صدی کے سب سے بڑے مشرقی شاعر اقبال نے دانتے سے اکتساب نور کیا ہے اور ابن عربی سے لیا ہوا قرصہ اس طرح ادا ہو گیا۔ اقبال کے جاوید نامہ کی بنیاد دانتے کی فردوس پر ہے۔ اقبال نے دانتے کے جغرافیائی خاکے کی بھی بڑی حد تک پیروی کی ہے۔ ہاں دونوں کتابوں میں وہ فرق ضرور ہے جو تیرہویں صدی کے فلانس اور بیسویں صدی کے ہندوستان (یا پاکستان) میں ہونا ضروری تھا۔۔۔

